حضرت مولانا مفتی منصور احمد

ایک چراغ اور بجھا

ایک مردِ درویش ،حلیہ بالکل سیدھا سادہ ،سر پر ہلکا خوبصورت عمامہ ،چہرے پر وقار اور نور کی جھلک ،آنکھیں بڑی اور دلکش لیکن شرم وحیا سے جھکی ہوئیں اور ایک ایسی خصوصیت جو انہیں ہزاروں میں ممتاز کردے بارعب، پراثر ،دل ربا اور پاٹ دار آواز میں عربی بولیں تو منہ سے موتی جھڑیں پشتو میں خطاب کریں تو مجمع ہمہ تن گوش رہے اور اردو بولیں تو ایسی تجوید کے ساتھ کہ خود اردو کو اپنے تلفظ پر ناز ہو۔

بے شمار نسبتوں کے امین

ذاتی اوصاف جمیلہ سے ہٹ کر عالی سند دیکھیں تو بلندی کی وجہ سے سر سے ٹوپی گر جائے ،محدث جلیل استاذ المحدثین حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید جو خود شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ علیہ کے شاگرد ہی نہیں عاشق زار تھے ،عالم اسلام کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے شیخ الحدیث اور ایسے محدث اور مدرس کہ آپ کے شاگردوں کو تو آپ پر فخر رہے گا ہی لیکن یقیناً مسند حدیث بھی آپ پر ناز کرتی ہوگی۔

چھیاسی سال عمر لیکن عزم جوان اور حوصلے بلند محنت جفاکشی اور معمولات کی پابندی ایسی کہ نوجوان شرمندہ ہوجائیں علوم نبوت کے کوہ گراں تو فریضہ جہاد کے عاشق زار اسلام کی عظمت پر جان قربان کرنے والوں پر دل وجان سے نثار ہر وقت ان سے ملنے ان کے ساتھ چلنے اور ان کیلئے لکھنے اور بولنے کے لئے مستعد اور تیار زندگی جتنی سادگی سے گزاری جنازہ اتنا ہی عظیم الشان بلاشبہ سروں کے نہیں لیکن دلوں کے حکمران۔

پہلے پہل ان کا نام کہاں دیکھا

بہت پرانی بات ہے لیکن آج بھی کل کی طرح ہی یاد ہے تیس سال تو یقیناً گذر چکے جب راولپنڈی کی جامع مسجد صدیق اکبرؓ میں ہم حفظ کے طالب علم تھے ،روزانہ رات کو نماز عشاء کے بعد پابندی سے مرشدی پیر طریقت حضرت اقدس مولانا عزیز الرحمان ہزاروی دامت برکاتہم کا درس ہوتا۔سامنے ایک عربی کتاب کھلی ہوتی اور آپ بڑی دل سوزی سے عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ کی تلقین فرماتے۔ایک دن تجسس کے ہاتھوں مجبور ہوکر درس کے بعد کتاب کا معائنہ کیا تو وہ حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق تصنیف ’’ریاض الصالحین‘‘ کا عرب سے شائع

شدہ نسخہ تھا اور پہلے صفحہ پر کچھ اس سے ملتا جلتا جملہ تحریر تھا استاذ محترم مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب زید مجدھم نے مدینہ منورہ میں ہدیۃً عطا فرمائی بس یہی پہلی بات ہے جو آپ کے حوالے سے اپنی یادداشت کے دریچوں میں جھانکنے سے اس وقت ذہن میں آگئی۔

یاد نہیں آتا کہ اس کے بعد آپ کی زیارت پہلی مرتبہ کب ہوئی لیکن ایک واقعہ خوب یاد ہے جس نے آپ کی عظمت کے نقوش دل کی گہرائیوں میں پیوست کر دئے ہوا یوں کہ بندہ برادر عزیز مولانا محمد مقصود احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور برادر محترم مفتی محمد مسعود احمد زید مجدہم اور اپنے والد محترم دامت برکاتہم العالیہ کے ہمراہ اکوڑہ خٹک میں رہنے والے اپنے قریبی عزیزوں کے گھر گئے جن سے حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کے گھریلو مراسم تھے ہم تینوں بھائی اس وقت کراچی میں درس نظامی کے ابتدائی درجات کی کتابیں پڑھتے تھے۔

حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں کھیتوں میں حاضری

بہر حال بڑوں کا مشورہ یہ ہوا کہ حضرت کی خدمت میں حاضری دی جائے ان کے گھر سے معلوم کروایا تو پتہ چلا کہ آپ اپنے کھیتوں میں تشریف لے گئے ہیں اور وہیں ملاقات ہوسکتی ہے، ہم سب ان کے کھیتوں میں پہنچ گئے جہاں درختوں کے ایک جھنڈ کے درمیان چند چار پائیاں بچھی ہوئیں تھیں جو صاحب وہاں موجود تھے ان کو تعارف کروا کر حضرت سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا، چند منٹ بعد ہی حضرت اس حلیے میں تشریف لائے کہ بیلچہ یا کدال آپ نے اٹھا رکھی تھی اور عام کسانوں کی طرح آپ کے سارے کپڑوں پر مٹی لگی ہوئی تھی، یقین نہیں آتا تھا کہ ہماری آنکھوں کے سامنے اس وقت تفسیر الحسن البصریؒ پر مدینہ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے والے نامور عالم اور دنیا کی مختلف زبانوں پر ماہرانہ دسترس رکھنے والے ادیب تشریف فرما ہیں واقعی وہ اسلاف امت کے علوم کے ساتھ ان کے سادہ مزاج اور بے تکلفانہ طرز زندگی کے بھی امین تھے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ہم تینوں بھائیوں نے عمامے باندھ رکھے تھے جب حضرت والد صاحب دامت برکاتہم نے یہ تذکرہ کیا کہ الحمد للہ! یہ تینوں بھائی کراچی مدرسے میں پڑھتے ہیں تو آپ نے اپنے مخصوص انداز میں خوب خوشی کا اظہار فرمایا بے پناہ حوصلہ افزائی فرمائی اور قیمتی دعاؤں کے ساتھ یہ بھی فرمایا آپ کو بہت بہت مبارک ہو حضرت حسن بصریؒ نے وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا(الفرقان : ۷۴) ”اور اللہ کے وہ نیک بندے یوں دعا مانگتے ہیں کہ ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک پہنچا اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنادے“ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ اس آیت میں آنکھوں کی ٹھنڈک سے مراد یہ ہے: ”انسان اپنے گھر والوں کو اور اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول دیکھے۔“

دارالعلوم کراچی میں ایک ملاقات

وقت گزرتا گیا جب بندہ جامعہ دارالعلوم کراچی میں مدرس تھا تو امارات اسلامیہ افغانستان کی طرف سے ممتاز افغان علماء کے ایک وفد نے ملک بھر کے دینی مدارس کا دورہ کیا۔اس وفد کی قیادت اور ترجمانی حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ ہی فرمارہے تھے اور اس سلسلے میں نماز عصر کے بعد جامعہ کے سبزہ زار میں بزرگ اساتذہ کرام کے سامنے آپ نے جو مختصر لیکن انتہائی مؤثر تقریر فرمائی تھی وہ آپ کی غیرت دینی اور حمیت اسلامی کا شاہکار تھی۔

سیرت طیبہ کی کتابوں میں ہم نے پڑھا ہے کہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اتنے اچھے تھے اور آپ کا لوگوں کے ساتھ برتاؤ اتنا بہترین تھا کہ آپ سے تعلق رکھنے والا یہی سمجھتا تھا کہ شاید میں ہی آپ کی نظر میں سب سے زیادہ اہم اور محبوب ہوں یہی بات ہم نے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے امتی کی زندگی میں بھی دیکھی آپ کے جنازے میں مختلف علمائے کرام ہی نہیں آپ کے عمومی شاگرد بھی آپ سے تعلق کی ایسی ہی داستانیں سنا رہے تھے جن سے پتہ چلتا تھا کہ شاید وہ ہی حضرت ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے زیادہ قریب تھے بلاشبہ یہ اخلاق نبوت کا پرتو اور اعلی انسانی صفات کے اثرات ہیں۔

حضرتؒ کے جنازے میں شرکت کی سعادت

الحمدللہ تعالیٰ! ہمیں آپ کے جنازے میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی اور یہ جنازہ اتنا عظیم الشان تھا کہ اس علاقے کی تاریخ میں اس کی شاید ہی کوئی مثال مل سکے چشم تصور سے دیکھا کہ اسلاف کرام میں سے امام احمد بن حنبلؒ اور امام بخاریؒ کے جنازوں کا جو حال آج تک کتابوں میں پڑھتے آئے ہیں شاید وہ بھی ایسے ہی جنازے ہوں گے ایسی ہستیوں کے جنازوں میں مرحوم شخصیت کیلئے تو دعائے مغفرت ہوتی ہی ہے لیکن اصل امید اور لالچ تو اپنی بخشش کی ہوتی ہے......

اکابرین دیوبند رحمہم اللہ کی طرح آپ نے ہمیشہ شہادت کی تمنا اور آرزو کی، برادر عزیز مولانا محمد مقصود احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت پر آپ نے رسالے میں اشاعت کے لئے جو تحریری تأثرات عطا فرمائے، اس کے چند جملے یہ ہیں............مقصود شہید ایک دفعہ مجھے تنہائی میں کہنے لگے کہ اب تو میں نے اسلام کی سربلندی کیلئے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کرنے کا ارادہ کیا ہے، میں نے کہا کہ الحمدللہ بہت ہی مبارک ادارہ ہے۔اور اس پرفتن دور میں رجال صادقین مخلصین کی پشت پناہی، معاونت ایک عالم کیلئے اہم فریضہ ہے، آخر دم تک مولانا موصوفؒ اپنے اس پاکیزہ معاہدہ پر قائم رہے اور مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ'' کے زمرہ میں شامل ہو کر شہادت عظمیٰ منصب پر فائز ہوئے'' رحمه الله رحمة الابرار مع جميع الشهداء والشهيدات